رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD. NO. A.783



جلد ۱۲ — نمبر ۱۴

مضامین غیر

(جمعہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۲ء)

موتیا بند لیئے تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء)

حضرت مصنف نے بمقتضاے بصیرت ایک نیا عنوان شیخ ناسخ اور خواجہ آتش کے تقابل کا قائم کیا ہے اور اوس ندیدے بچے کی طرح جو ایک چیز کی نسبت کر دی ہو واقعۃً بُری ہو سنے کا اعتراض بھی کرتا جاے۔ مگر اوسی کو نکلتا بھی جاے خواجہ آتش کے نتائج طبع کو برا بھی کہتے جاتے ہین پھر شوخی رنگینی صفائی چستی بندش کا اعتراف بھی کرتے جاتے ہین۔ معلوم نہین کہ یہ نوازش غریب آتش پر کیون ہے اگر ہم اس تحسین ناشناسی کی تفصیل کرین تو مضمون سا ہی کی آفت ہو جاے۔ لہذا اون اعتراضات کی جانب توجہ کرتے ہین جو آتش کے مقابلہ مین ناسخ پر عائد کیے گئے ہین۔ سلامتی سے انہین کا ہر حرف جہل پر مبنی ہے لیکن کتاب شعر الہند صحیب جکی چھنا نے ہین کی مرکو مہ معتزاد خوش باز مطلق کی قلت نہین ممکن ہے کہ ان اعتراضون کو دیکھنے کے بعد دوسرون کی رگ جہل بھی حرکت کرے۔ زبان مین کھلی پیدا ہو اور وہ بھی پختہ کار ماہر فن شعرا پر بیجا اعتراضون کی جسارت کرنے لگین اسلیے ہم دفاع پر مجبور ہین۔

حضرت مصنف فرماتے ہین کہ شیخ ناسخ نہایت ثقیل الفاظ استعمال کرتے ہین مثلاً ؎

تو وہ خورشید ہے اوٹھے جو گلستان میں نقاب
یہ وہ گل مین کون ہو و بین جس بالا

یہ بیجا اعتراض ہے کہ حافظ نیا شدہ کا عمل ثبوت ہے اسلیے کہ یاد وہ جس دوداف بیابان ماندگی یک عرصہ میدان، عصا کردان، بجانا غیر گلخندہ شور طعنہ بر پرواز پرورش پزیر دل سودا زندہ شورش کدہ راز بر زدہ دامان نقاب شکن اور سینہ گمزدہ بخت جبین مالیدہ و بر چیدہ زبان کی معقول ایک وزنگی اور غیر مانوس طرح کلیو عین ثقیل محسوس کرنیوالے کی زبان سے نکلا ہے جسکو میں حیرت تلون اور صحرا بہر دو ثقیل غالباً بوجہ بین کے گرفتہ طبع مصنف پر لد گئین اور ثقیل معلوم ہوین حالانکہ تلون غیر مانوس ہے نہ صحرا۔ حاصل الغرض قافیہ ہے اور ہر گز ثقیل نہین اسلیے کہ کوئی مفرد لفظ ثقیل نہین ہوتا مفرد الفاظ برابر ایک زبان کے دوسری زبان مین لیے جاتے ہین خصوصاً نظم مین۔ اگر یہ اعتراض وارد خیال کیا جاے تو بھلا شاد کل میر تقی میر مرحوم کا کلام بھی جس مین عموماً فارسی زبان سے بھیک کے ٹکڑے ہانگ کے تبع نہین کیے گئے اس اعتراض سے بچ نہین سکتا تڑپنے کی جگہ طپیدن اور اسی قسم کے صدہا الفاظ جنکے مرادف ٹھیٹھ اُردو یا بھاشا کثیر الاستعمال الفاظ موجود ہین نظم ہوے ہین۔ بلکہ میر پر موقوف نہین دنیا بھر کا کوئی شاعر اس نقل کے اعتراض سے بچ نہین سکتا۔ ہاے کسی فن کے اصول علیہ سے ناواقف ہونا بھی کیا مصیبت ہے بیچارے اتنا نہین جانتے کہ ایک وسیع زبان مین ایک ہی مطلب و معنی کے متعدد الفاظ ہوتے ہین۔ عربی مین عبرانی فارسی یونانی سریانی الفاظ ہزارون موجود ہین اور نظم و نثر مین داخل کیے گئے ہین۔ فارسی مین ہندی اسماء پاے جاتے ہین۔ پھر ان الفاظ کے واسطے یہ کوئی لازمی شرط نہین ہے کہ ان کا ہم معنی لفظ موجود ہو تو مجبوراً بو سین یا نکمین۔ ڈر کی جگہ خوف اور خوف کی جگہ ڈر مسکراہٹ کی جگہ تبسم۔ حباب کی جگہ بلبلا کہنے مین خرابی نہین تو گرگٹ کی جگہ حربا کہنے مین کیا گناہ ہے۔ مکارم نگر کے تعلیم یافتہ مولوی صاحب اگر کوئی چھوٹا سا اردو کا لفظ "تلون" کے ہم معنی ڈھونڈھ کے بتا دینگے تو ہم بہت شکر گزار ہونگے مگر شرط یہ ہے کہ ایک ہی لفظ ہو اور شعر ٹوکے دوسرے مصرعے مین تلون کی جگہ نظم ہو جاے۔ ورنہ بے غیرتی کی دو دو بار۔ دوسرے شعر مین لفظ استعلاج غالباً بار پشت خاطر نازک ہوا ہے ؎

مل گیا ہے عشق کا آزار قسمت سے مجھے
ہون جو جیسے بھی ارادہ ہوے استعلاج کا

ہم اس کے بارے مین بھی یہ شعر پیش کرتے ہین۔ ایک لفظ "استعلاج" کے ہم معنے ارشاد ہو جاے اسی پر فیصلہ ہے۔ اگر کوئی ماہر فن ہوتا تو ناسخ کی اس تلاش کی داد دیتا۔ حاصل شعر یہ ہے کہ عشق کا مرض نہایت مرغوب ہے جیسی بھی مل جاے تو اس دل پسند بیماری کے علاج کی خواہش مین نہ کرون۔ دوسرا مصرعہ بدل کے یہ معنی پیدا کیجیے اور قافیہ ردیف بھی یہی رہے تو شاعر کی صداقت و مہارت پر طعنہ زنی کیجیے "استعلاج" آخر ثقیل کیون ہے؟۔ ثقیل کی تعریف کیا ہے؟ ان سوالون کا جواب حضور سے نہین مل سکتا۔ کیا معنی کہ جب جانتے ہوتے تو ایسے بیہودے اور بیہودہ اعتراض ہی کیون فرماتے جن پر صاحبان فہم کو ہنسی آئے۔ دوسرا اعتراض بندش کی صفائی پر ہے شعر یہ ہے ؎

ناک رگڑیے ہر گھڑی کیونکر نہ اوسکے سامنے
بدرے تحفے کے سلیمان کی ہے خاتم ناک مین

اس شعر مین قافیہ و ردیف ہے "خاتم ناک مین" کہ ناک مین اس طرح اسلیے پیش کی گئی ہے کہ مشکل قوافی کے نظم کرنے کا سلیقہ آزمایا جاے۔ شاعر "خاتم" کا قافیہ "ناک مین" کے ساتھ نظم کرنا چاہتا ہے ایک لطیف خیال معشوق کی قوت تسخیر کا اوسکے دماغ مین آتا ہے اور وہ سلیمان کی مشہور خاتم جسکے زیر فرمان جن و انس ہوا و زمین آب و آتش تھے اسی غرض سے انتخاب کرتا ہے۔ اس خیال کو آپ اسی ردیف و قافیہ مین نظم کرکے دیکھیے۔ آپ تو کیا چیز ہین جوان و شہسوارون کو بھیجیے اپنے اساتذہ سے نظم کروایے اگر وہ لفظی و معنوی صنائع کے ساتھ کسی اور عنوان سے نظم کر دین تو یقیناً شاعر اس قابل نہین کہ اوسکے نام کی داد ہو۔

شعرا کی صنعت میں لیا جائے۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ "ناک میں" کی ردیف سنتے ہی جناب او نگلی ناک پر رکھ کے مکارم نگر کی یونیورسٹی میں دم لینگے ؎

میرے تمھارے شعر اسی بات پر ہیں

اس قسم کے جتنے اشعار ہیں سب پر اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو یہ کہ ایسے ردیف و قافیہ میں طرح کی تجویز دل پسند نہیں ہے لیکن واضح رہے کہ ادبی مشکلوں میں مبتلا ہونے سے مشق سخن بڑھتی ہے۔ غالب مرحوم نے کنگن کے پاؤں، گلبدن کے پاؤں، کیوں باندھے؟ بہادر شاہ ظفر مرحوم نے ؎

کیا یہ جھن جھن کیا دل پہ جھنجھن نہیں ہوئے
"جھن" "ترے گھونگرو۔

کے ہم وزن الفاظ بقید اعراب کا التزام کیا اور اس صنعت میں کسی دوسرے شاعر کو طبع آزمائی کی ہمت نہ ہوئی۔ تلاش الفاظ و احاطۂ معانی کی مشق اور کس طرح ممکن ہے؟ کوئی طریقہ ارشاد ہو؟ طبع زاد زمینوں یا طرح کی شاعر اپنی محنت سے اونچے الفاظ کو اعلیٰ بنانے کی کوشش کرتا ہے یہ تو دنیا کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے نہ قدرح کی نگاہ سے۔ مگر موتیا بند "مدح و قدر" دونوں نگاہوں سے محروم ہے اسے کوئی کیا کرے۔ اس قسم کی محنت و تلاش میں خفیف غلطیاں بھی ہوں تو قابل طرح ہیں۔

داد کے لائق یہ بات ہے کہ ایسی بہتر زمینوں میں بھی غزل یعنے معشوق سے گفتگو یا عشق و معشوق کے متعلق گفتگو کا عنوان آتی رہا ہے۔ ان اشعار کو مثلاً قصیدے کی صنعت میں کوئی صاحب فن داخل نہیں کر سکتا۔ خدا کی شان ہے کہ این نادانی و بدذاتی آگے چل کے حضرت مصنف اپنی عقل بھی ذرا لگا جاتے۔ اور تیسرا اعتراض یوں وارد کرتے ہیں کہ بہت سے الفاظ میں اپنی نادر الکلامی سے

ناجائز تصرفات کرتے ہیں مثلاً

(۱) کیا ہی حاسد ہے فلک جس منہ کو دیتا ہے ہنسی
دم میں مانند حباب اس کا نقارہ توڑا

(۲) مجھے رہتا ہے امیدہ وہ غزال شہری

صاف سکھا ہے میاں آ ہوئے صحرائی کا

معترضین کے نزدیک نقارہ غیر مشدد اور غزال شہری صحیح نہیں۔ ان معترضین کا نام پنہاں اندم تھا مگر حضرت نے نہیں لیا پس یا تو یہ معترضین خفیا گران مکارم نگر میں یا اونکے بڑوسی۔ سنیے حضرت! انقارہ کوئی عربی لفظ نہیں ہے۔



زبان بے حس و حرکت

یہ ایک بڑا طبل ہے جسے سکندر بادشاہ نے نوبی منزورقوں سے ایجاد کیا تھا۔ نہ تو متقدمین عرب کے اشعار میں یہ لفظ موجود ہے نہ یعنی کوس جنگی عربی لغت میں مذکور۔ ہاں عبرانی لغت ہے اور ذکر سے مشتق ہے۔ عبرانی ایک مردہ زبان ہے اور اسکے الفاظ پر تصرف اگر ہوا بھی تو کیا گناہ ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ اس لفظ میں کوئی تصرف ہوا بھی ہے۔ اسلیے کہ گفتگو میں نقارہ بتخفیف قاف و بہ تشدید قاف دونوں طرح زبان زد ہے۔ قابلیت کا ثبوت یہیں سے ملتا ہے

کہ عربی الاصل ہونے کے وجہ سے حضرت اسے عربی لفظ خیال کر بیٹھے۔ خدا ہر انسان کو ایسی قابلیت سے محفوظ رکھے۔ یہ لفظ ایرانیوں میں اسکندر کے حملے کے بعد مروج ہوا اہل فارس کے کلام میں بھی کہیں مشدد ہے کہیں مخفف دیکھئے شہری ؎

ہر آنکہ کوس نواز و نقارہ بی باشد

ترکی لغت میں نقارخانہ اور نقارہ بتخفیف ہے مشدد نہیں ہے (منتخبات اللغات العثمانیہ جلد دوم صفحہ ۹۹۰) اگر یہ عربی لفظ ہوتا بھی تو تخفیف اور تصرف میں کوئی مضائقہ تھا عربی تشدید کا عام رواج فارسی میں ہے اکثر عربی لفظیں بتخفیف بولی گئیں اور نظموں میں ایک بہت مشہور لفظ "غم" یعنی اندوہ ہے یہ عربی ہے اور مشدد الآخر ہے عربی میں کسی مقام پر بتخفیف نہیں نظم ہو مگر فارسی و اردو میں اسکی کبھی تشدید نہیں دیتی۔

غم صیاد و فکر باغبان ہے
دو گلے میں ہمارا آشیان ہے

حافظ شیرازی ؎

فلک بر سر کن غم ایام را
ظاہر جو قرۃ العین کے نام سے مشہور بابی عورت ہے اپنے عربی مصرعے میں بمقتضائے

جبلّی غم۔ بتخفیف میم نظم کر گئی اور ہم سے یہ محسوس ہوا کہ اس شعر کو عرب سن لینگے ؎

جذبات شوقک الجمت لیسلاسل الغم والبلا
ہمہ عاشقان شکستہ دل کہ بہ بیدہ جان دہ بلا

اس قسم کے تصرفات کی پروا اہل فارس کو نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ قدیم عربی اپنے مقصود تو امد بہت مردہ ہو چکی ہے۔ غافل اور بے توفیق عربوں نے اپنی زبان کا مرکز یا معیار قائم نہ رکھا۔ قرآن جس زبان اور جن حروف میں نازل ہوا تھا وہ تقریباً مردہ ہو چکی ہے قاف کی جگہ گاف نے اور کاف کی جگہ

پہچانے لے لی ہے - جسوقت "گل - انگبت" کی بے ہنگام آواز اہل دل سنتے ہین تو اونھین عبرت ہوتی ہے کہ خدایا یہ وہی قوم ہے جس پر تونے نوازش فرمائی جنکی زبان تونے خود اختیار فرمائی - آج یہ صحیح سورہ بلسے قرآنی کے افصاح پر بھی قادر نہین - خداوندا تیرے نبی نے سچ کہا تھا کہ تم بنی اسرائیل سے بہت زیادہ مشابہ ہو تم اونھین کے قدم بقدم چلوگے - بنی اسرائیل نے توراۃ کی زبان کو اسطرح ضائع کیا کہ اون کے ربی اور عالم اوس پر قبضہ کر بیٹھے اونھون نے آیات توراۃ کو عوام تک نہ پہونچنے دیا عوام کو بیکار عبری زبان کو اس غرض سے غلط کر دیا کہ توراۃ عوام کے واسطے قابل فہم نہ رہے عوام ہمارے اختیار کی زنجیر سے نکل نہ سکین - اور عربون نے قرآن کی زبان کو یون تباہ کر دیا کہ زبان کا اسٹینڈرڈ یا معیار قائم نہ رکھا جو مقابلہ ہوتا رہتا کسوٹی سے کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جاتا - مغشوش بجنس الفاظ داخل نہ ہونے پاتے - داخل بھی ہوتے تو محاورات اور صلے نہ چلنے پاتے - زندہ زبانون مین سے کوئی ایسی نہین جسکا مرجع کوئی خاص قطعہ زمین نہو - فارسی مین شیراز و طہران کی زبان مستند ہے - انگریزی زبان لندن کی مستند ہے - امریکہ مین بھی انگریزی مروج ہے لیکن امریکہ زبان کے اعتبار سے لندن کی خوشہ چینی کرتا رہتا ہے سیاسی خیالات مین خلاف و عناد ہے مگر ادبی خیالات مین [illegible] اتفاقی نہین ہے - علی ہذا القیاس اسٹریلیا اور افریقہ بھی جہان کئی پشتون سے انگریز آباد ہین اور وہ اپنی قوم کو ایک علحدہ قوم تصور کرتے ہین لندن کو معیار و مرکز زبان تسلیم کرتا ہے -

مصر عرب مین داخل نہین مگر وہان کی زبان غنیمت ہے اور قرآن کی زبان سے ملتی جلتی ہے - ایران عرب کا جزو نہین مگر وہ اپنے قدیم فارسی الفاظ ترک کر چکا اور اونکی جگہ عربی اور قرآنی عربی کے الفاظ داخل کرتا جاتا ہے - ایران کی دہقانی عورتین اور نابالغ بچے حا و صاد و عین کو مخارج صحیح سے ادا کرتے ہین -

اگر حجاز مثل سابق اپنے گھر مین گدھے کے کلات اور چرکوے کے کات کو بولی بولنے نہ دیتا اور علمی لیاقت سے اپنی مرکزیت کو باقی رکھتا تو آج اوسپر جو زبان دراز دست و دراز زبان ہوتی ہین اوسے کوئی نقصان نہ پہونچا سکتین -

بقول بعض جہلا ایران نے اپنی اصلی زبان کے الفاظ کو عربی زبان کے الفاظ پر اسوجہ سے ترجیح دیا کہ وہ رسول عربی کو ایرانی الاصل سمجھتے ہین - یعنے رسولؐ کے جد امجد خلیل اللہ مدائن سے کہ تشریف لے گئے تھے - دوسری وجہ یہ ہے کہ پیغمبر نے اپنی ایک حدیث مین فرمایا ہے لوکان الایمان منوطاً بالثریا لتناولہ رجال من اہل فارس (اگر ایمان ثریا کے چھجے مین بھی لٹکا ہوگا تو فارس کے آدمی وہان سے بھی توڑ لائینگے) اہل ایمان کے عبادات و عقود و ایمان اپنے صحیح الفاظ کے ساتھ منصوص ہین لہذا اونکے الفاظ و حروف مین تغیر نہ ہونا چاہیے - اور جہان تک امکان و وسعت کو دخل ہے اوس حد تک قرآنی الفاظ استعمال کیے جائین -

آثار کہتے ہین کہ اُردو کا حشر بھی یہی ہونے والا ہے - دہلی کی بولی مین صد ہا زبانین مخلوط ہو گئین خالص اُردو بعض خاندانون کے سوا کہین سنی نہین جاتی - لکھنؤ کی اُردو پر بعض کندۂ ناتراش بدون قابلیت و استعداد مصنف و شاعر بن جانے والے اور اونکے خوشامدی متعصب ہوا خواہ عجیب قسم کے حملے کر رہے ہین - یہ کمبخت مصنف شعر الہند کی طرح جہل مرکب مین مبتلا ہین - کبھی کہتے ہین لکھنؤ کی اُردو ہی کیا دو چار لفظ زمانے مخلوط کر دو چلو لکھنؤ کی زبان ہو گئی -

کبھی کہتے ہین کہ شعر کہنا تو لکھنؤ والون کو کبھی نہ آیا معنویت ہوتی ہی نہین جگت اور ایہام پر اکڑتے ہین - وہ زمانہ گیا وہ اندھیر اب نہین ہے کہ خانہ ساز محاورون پر کوئی غرور کرتا پھرے -

بس خلیل خان فاختہ اُڑا چکے - ان خام خیالیون کا نتیجہ یہ ہوگا کہ محاورات کے غلط استعمال اور صلات یا تذکیر و تانیث کے غلط استناد سے اُردو ایک شان پیدا نہ کر سکے گی اساتذۂ فن کے پُرانے کلمات تازہ نسل سمجھ نہ سکیگی - ایک شخص کی اُردو دوسرے کے لیے قابل فہم نہ ہوگی - قومیت ذبح ہو جائیگی - دُنیا کی بہت سی زبانین یونہین مفقود ہو چکین - دیکھا آپ نے آخر اعجاب کے دماغ مین حضرت ناصح گھس گئے - ان کو یہان سے روانہ کیجیے اور پھر نفس اعتراض کی جانب رجوع فرمائیے -

نقارہ کے عبرانی الاصل ہونے کا دعوے شکسپیر صاحب نے اپنے ڈکشنری مین کیا ہے لیکن قیاس لغوی کا مقتضا یہ ہے کہ یہ لفظ یونانی الاصل ہے عبرانی مین נקר کے معنے چھیدنے اور نوچنے اور کھودے جانے کے ہین - یہ معانی نقارہ سے تعلق نہین رکھتے - البتہ یونانی مین Nekpos (نقروس) کے معنی مردہ کے ہین - نقارہ پر مردہ کھال منڈھی ہوئی ہوتی ہے پس بطور تسمیۃ الشئی باسم جزئہ اس آلے کا نام نقارہ ہو جانا قرین قیاس ہے - اور یہ بھی ممکن ہے کہ نقارہ [illegible] نقر سے مشتق ہو جس کے معنی فتح و غلبہ کے ہین یعنے پہلے طبل اظہار فتح و غلبہ کے لیے بجایا گیا ہوگا - یونانی اور قدیم فارسی مین تشدید کا وجود نہین ہے - بہرحال نقارہ بغیر تشدید بھی صحیح ہے جو کوئی اسے عربی لفظ خیال کرتا ہے وہ غلطی مین مبتلا ہے -

اب رہا "غزال شہری" تو جس طرح "اہلی" کا مقابل "وحشی" ہے اوسی طرح "شہری" کا مقابل "صحرائی" ہے خود کورمین شاعر پالو اور جنگلی مین امتیاز باقی نہ رہنے کی شکایت کرتا ہے "غزال شہری" کا صحیح ہونا یقیناً دلیل عدم مہارت و بصیرت ہے جسکی وضاحت بار بار کی جا چکی -

آخر معلوم تو ہو کہ شاعر کے اجتہاد میں غلطی کیا ہے ؟ اضافت صحیح نہیں ہے ؟ شعر بی غزال نہیں ہوا ؟ یہ کوئی محاورہ ہے جس میں تصرف کیا گیا ؟ کسی قانون فصاحت و بلاغت کی مخالفت کی گئی ؟ مفہوم غیر صحیح ہے ؟ کچھ تو اپنے فرضی اُتو کی دم فاختہ معترضین کی طرف سے وکالت کیجیے کہ حال کھلے اور کوئی جواب دے۔

حضرت آپ شعرا کے اس "اجماع" سے واقف نہیں ہیں کہ لکھنؤ کے تمام شعرا ناسخ کو مستند سمجھتے ہیں اور آتش کو مستند نہیں خیال کرتے۔ آتش کا طرز خوب ہے لیکن اوسے محقق فن کا مرتبہ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ جو شخص غلط العام سے زیادہ مستفید ہوتا ہے وہ محقق و مستند شاعر نہیں ہو سکتا۔

یہ گراوںکو معلوم ہیں جنھوں نے اس کوچے کی خاک چھانی ہے آپ کے سے "نکوناے چند" ان سے مطلع نہیں ہیں۔ معاف کیجیے گا۔ اردو پر یہ آفت بے جگو مصنفین کی بدولت نازل ہوئی ہے خیال فرمایئے جب ایسی ہی بے اصولی کتابیں دیگر تصانیف کا مرجع و ماخذ ہو جائینگی تو اس غریب کی جان پر کیا قیامت نازل ہوگی ؟

حال کی کتابوں میں ہر قسم کے عیب ہیں۔ عدم تدبر، تقلید بیجا۔ نقل غیر صحیح و غیر معتبر، ضعف رائے، روایات موضوع اور فرضی۔ عبارت نامربوط۔ الفاظ عبارت اور مقصود ذہنی میں علاقہ نہونا۔ یہ تمام عیوب ایسی بے پروائی کے ساتھ اختیار کیے گئے ہیں کہ تو بہ بھلی۔ مصنفوں سے زیادہ ریویو کرنے والوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہ گروہ کچہری کے پیشہ ور گواہوں سے زیادہ خوفناک ہے۔ انھیں چاہیے کی جیتری چندہی چھپی ہوئی کتاب مفت ملتی ہے اور آتنی ہی سی قسم نیل پر ایمان کی شارح گر دنا ہے کچ ڈالتے ہیں جو شعر الہند کی روش صاف چکنی اور روانی ہے اگر مدح تو ضرور اچھی طرح کیجاتیگی۔ مگر اس قسم کی کتاب پر خوش ہونا کم ظرفوں کا کام ہے جو خود شناس ہوتے ہیں وہ خوش نہیں ہوتے نہ ایسی کتابیں لکھتے ہیں

باقی آئندہ

راقم:- فیج الخیال کت ل

چه کنم ؟ کی بیماری

بظاہر تو یہ ایک پنج حرفی مختصر سوال ہے مگر واقعہ ہے نہایت سخت اور دنیا گیر بیماری۔ اس کے علامات کی توضیح کسی کتاب میں موجود نہیں لیکن تاریخ کا کوئی ورق اس کے ذکر سے خالی نہیں۔ دنیا کا کوئی گھر اسکے وجود سے پاک نہیں۔ کسی اہل عقل کا سینہ اس داغ سے صاف نہیں۔ از آدم تا این دم کوئی زمانہ ایسا پایا نہیں جاتا جس میں اس بیماری کا دور منقطع ہو گیا ہو۔ زندگی کے بعد بھی یہ کمبخت مرض جان نہیں چھوڑتا۔

اوستاد ذوق مرحوم نے اپنی ناشدہ زندگی سے یہی سوال کیا تھا ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

مرزا عبد القادر بیدل بھی باوجود بیدلی اسی دھن میں مبتلا تھے ؎

مُردہ ہم فکر قیامت دارد
آدمی را چہ قدر دشوار است !

اوستاد غالب مرحوم نے معشوق علیہ العشق۔ اسی بیماری کی دوا بتلائی دی تھی ؎

ہے نہیں مواخذۂ روز حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

اوس جہان میں جانے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ جب آئیگا تو دیکھا جائیگا اسوقت ہم بنی آدم کے مختلف گروہوں کی "چه کنم" سے بحث کرنا چاہتے ہیں ان گروہوں میں سے بے مایہ اور فقیروں کو نکال دیجیے کیا معنی کہ ہر ایک بیماری کا خزانہ ازل سے یہی گروہ ہے انکی عبادت کا حربا چیا سعدی نے کھینچ دیا ہے کہ یہ بیچارے نماز میں نیت کیا باندھتے ہیں ؎

شب چو عقد نماز بر بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

یہ "چه کنم" کی تفصیل اگر بیان کیجائے تو عمر کا دفتر باقی آئندہ بیر ختم ہو جائے پھر بھی تفصیل ادھوری رہے۔ مگر اس امید کہ چه کنم کا علاج مزدوری دستوری یا بھیک ہے مسئلہ زیادہ اہم نہیں۔ متوسطین کا تذکرہ اس وجہ سے فضول ہے کہ ہاتھ پاؤں کی محنت دل و دماغ کی مصروفیت کا مقتضے "چه کنم" ہی ہے بیماری کی عادت داخل مزاج و طبیعت ہو کے آسان ہو گئی۔ ہاں ذرا بڑے آدمیوں کا مزاج پوچھیے۔ یہ بڑی جگاڑ رتی ہوتی ہے "آداب آداب عرض ہے۔ جناب بیرسٹر صاحب آپ کسی فکر میں ہیں ؟ خدا نے مکان باغ موٹر عزت صحت۔ اولاد۔ نقد و جنس ہر ایک نعمت سے دامن آرزو پر کیا ہے آخر فکر کاہے کی ہے ؟

"کچھ نہ پوچھیے۔ ایک مقدمہ میں فریق ثانی اپنی ذات کو حلالی ثابت کر گیا۔ میرا موکل چاہتا ہے کہ جس طرح بنے یہ کمبخت حرامی قرار دیا جائے۔ آج پیشی ہے اور مجھے بحث کرنی ہے۔ بس چه کنم ؟ دوسرے کیس میں ابتدائی عدالت نے میرے موکل نواب صاحبزادہ خاں کو اونکے فرضی باپ کے ترکے سے بالکل محروم کر دیا ہے۔ دلائل مضبوط ہیں موکل کے خلاف معتبر گواہیاں ہیں ان دلائل کو بیل میں

ملکی اتحاد کا مقصد آپکو عزیز ہے ؟

تو ہمارے ملک کے سب سے بڑے اخبار روزنامہ ہمدم لکھنؤ کی سرپرستی فرمایئے جس نے اپنے آغاز اجرا سے ملکی اتحاد کے مقصد کی تبلیغ و تائید کو اپنا اہم فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنی متانت و مصالحت پسندی پر ہر خیال و رائے کے رہنمایان ملک سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ حال ہی میں کئی صفحوں کے اضافہ سے ہمدم کو زیادہ دلچسپ و کار آمد بنایا گیا ہے۔ چندہ سالانہ ۱۲ روپے ششماہی ۶ روپے ماہی ۱ روپیہ ماہوار بیتاجروں کے لئے ہمدم میں اشتہار دیکر اپنے کاروبار قدر دانوں کے وسیع حلقہ میں پھیلانے کا موقعہ ہے۔ نرخنامہ، اشتہارات و نمونہ کا پرچہ ذیل سے پتہ سے طلب فرمائیں۔

منیجر روزنامہ ہمدم نمبر ۱۲۳ امین آباد روڈ لکھنؤ



ثابت نمی شود بتو خون شہید چین | توپے بدست داری و حاشا در آستین

انگلینڈ: ابھی ایک روپی لڑائی نہیں ہے توپ اور بم سے بھی کہیں لڑائی ہوتی ہے؟
جاپان: ہم پر تو خدائی غضب ہے۔ خدا سے بس نہیں چلتا تو ان بندوں سے کیوں عوض نہ لیں؟
فرانس: اورے ہاں مارو موذی کا نون کو؟
امریکہ: وہ۔ وہ۔ مگر بیٹی مجھے کیا مطلب؟

غیر حجر ثابت کرتا ہے۔ میرے موکل کو ایسا کوئی عذر نظر نہیں آتا جو عدالت میں یہ ثابت کر دے کہ میرے موکل کا اعتقاد عمل اور اسکے سامنے ہوا۔ پس چہ کنم؟

"تسلیم عرض ہے جناب ڈاکٹر صاحب مزاج مبارک اسوقت کچھ آپ کا چہرہ اترا ہوا ہے۔ خیر باشد؟"

"ابی کیا بتاؤن آپ جانیے۔ ہمارا پیشہ تو حکیم دونون حالتون سے خالی خواہ فائدہ اور نقصان کا ہے ایک مریض کی نانی مرنے والی ہے دوسرے کے والد محترم چل چلاؤ کا اضطراب کر چکے ہیں بتایئے۔ علاقہ تو ہو جائیگا کورٹ۔ اپنے جرح کی ہو گئی نہیں چہ کنم؟"

"آداب۔ تسلیمات کورنش جناب قمر کچھ اسوقت قافیہ تنگ معلوم ہوتا ہے۔ خدا نے آپ کو تو ہر طرح نوازا ہے۔ ماشاء اللہ جناب شمس پہلے جناب کے والد ماجد آپ کے لیے کافی دفینہ چھوڑ مرے ہیں۔ پھر اسوقت مصرعے تدکیون ڈھیلا ہے۔ کچھ فرمایئے؟"

"کیا کہوں "جھوجھو" کا دوسرا قافیہ تلاش کر رہا ہوں ہزاروں شاعروں کے اجڑے ہوئے آشیانے چھان مارے مگر کمبخت نہ ملنا تھا نہ ملا۔ پرسوں مشاعرہ ہے ابھی تک ایک مصرعہ نہیں کہا ہے سنتا ہوں کہ ایکی مشاعرہ بہت زور پر ہوگا۔ اگر غزل پھیکی رہی تو بڑی ندامت ہوگی۔ پس چہ کنم؟"

"جناب علامہ جلال قراطاخانی صاحب نقاش فطرت! بہت دنوں کے بعد نصیب یاور ہوئے جو آپکے روئے زیبا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مگر حضور کچھ متفکر سے ہیں۔ خیریت تو ہے؟"

"جی الحمد للہ۔ کیا عرض کروں۔ خدا نہ کرے کہ طبیعت کو فلسفے سے لگاؤ ہو۔ دماغ پاشی کے لیے تصورات شاعری کیا کم ہیں جو فلسفے کی پرپیچ گلیاں ناخن تدبر سے کھولی جائیں خصوصاً فلسفۂ عریان حسن و عشق۔ حسن و عشق بھی کس کا؟ بے زبان حشرات الارض بحشت کی نغمہ سرائی ہو اور اوسکا گرفل انسانی سے عشق۔ آج ایک ہفتہ سے میں بھی نو مشقی ایک نثر مضمون میں جناب علامہ فہیم حاکم جذبات کی فرمایش سے رسالہ جھک مارستان کے لیے لکھ رہا ہوں۔ اس میں فلسفے کے حقائق و دقائق و معارف بیان کیے گئے ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں میں لکھنؤ کے اونکے خیال پست کم شعرا میں سے تو ہوں نہیں جو گل و بلبل اور مصنوعی فراق و وصل پر تضییع اوقات کرتا پھرون۔ میرا موضوع بہت اعلیٰ ہوتا ہے جن لوگوں نے میری نظم "شتر گستاخ۔ شتر بے دم۔ کرگس دم فروزہ۔ پروانۂ نغمہ آگین۔ شمع گیسو بریدہ جمال ناتحقیق۔ فراق تلخ حرام۔ سوراخ اسفل۔ رقیب کی یاد میں۔ گلیل کے چوڑ کے کشیدہ کاری شاخ نسترن۔ دساکس لولی آفرین۔ پروین چوب تراش۔ مرغے کی آندھی۔ طوفان غلغل آموز دوشیزہ آبستن۔ عروس خفاش اپنے برگدی شبستان کے اندر۔ ابابیل راز پرور۔ رود نگہبان۔ زلف بچہ آگین۔ سحر نطق افگن۔ زنجیر جھنکار فریب آہنگ بے دانہ۔ سوز نم پرواز۔ شبنم گریہ کار۔ غار کہسار نگر۔ تھرتھری نواز۔ بادۂ قہقہہ گستر۔ خمیازہ پلنگ شکن۔ آسیب بچل آشیان۔ نوائے انقلاب تغیر نغمہ رقیب دوزہ جبل کاکل بدست طفلک۔ عربدہ جلوہ آہنگ۔ رستخیز دامہ رنگ۔ شغال خوش نوا۔ برجیس گیاہ۔ بیکولب ہوش شکر طراز۔ آروغ دماغ پیا۔ تبسم عریان۔ پاپوش بیخودی۔ خازۂ گلگون قبا۔ غزال رمیدہ بو۔ بوسۂ آہن فر" دیکھی ہیں اونکا اعتقاد ہے کہ میں نے پیکر شاعری میں جذبات زلزلہ اندوز کی روح پھونک دی ہے۔ ایک مردہ قوم کو کلمن بجانے کے بیچ اوٹھنا تعلیم کیا ہے۔ توحید کے مشکل موز پانی کی طرح حل کر دیے ہیں"

"بجا ارشاد ہوا۔ آپ کے "نظمیات" واقعی فلسفے کی نصاب الصبیان خالق باری۔ اللہ خدائی۔ قدرت آ ہیں۔ واللہ "غزلیات" میں بھی آپ کے ارشادات فلسفہ محض ہوتے ہیں۔ اسلام کمبخت ہندوستان میں مٹ چلا تھا آپ کے مضامین مسیحا النفس نے از سر نو بنیاد قائم کی۔ خداوند جل وعلےٰ کے جو صفات بیان ہو سکتے ہیں مگر جناب علامہ کے صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے ادا کرنے پر زبان قادر نہیں"

"اچھا اب رخصت۔ مجھ پر طبع آزمائی نہیں فلسفہ آزمائی مدنظر ہے۔ مضمون دقیق و خوش آہنگ ہے لہذا چہ کنم۔

باقی آئندہ

راقم۔ فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

حکایت

فستہ چون در پے صیدے فریش رتماشکن

کلہ را در گرفتن از سر و کم خمیدہ شا

ایک چڑیمار نے جال میں جال چھپایا دانہ ڈالا اور آڑ میں جھک کے کھڑا ہو گیا اتنے میں چڑیا آئی اور اوسکی نظر میان چڑیمار پر پڑی کہ خاک میں لٹے ہوئے رکوع میں ہیں۔

چڑیا۔ "اے حضرت آپ کے جسم مبارک پر گرد کیوں پڑی ہے"

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر [illegible]

بعدالت [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

چڑیار "ازراہ انکسار و خاکساری"

چڑیا "کمر کیون خم ہے ؟"

چڑیار "کثرت عبادت سے"

چڑیا "یہہ دانے کی ہنڈیا ہاتھ مین کیسی ہے"

چڑیار "روزہ رکھنے والی چڑیون کی افطاری ہے"

چڑیا "تو مجھے اجازت ہے کہ روزہ افطار کرون"

چڑیار "ضرور۔ آپ ہی کے لیے تو ہے"

بی چڑیا نے اطمینان سے دانے پر چونچ ماری۔ ادھر نظارہ ادھر گرفتار۔ جھکا ہوا تند شیطان کا عصا تن زار و خاکسار طول بیانی کا سکا۔

چڑیا "امین امین۔ جناب زاہد عابد۔ یہہ کیا؟

چڑیار "بس چپکی پڑی رہ خبردار جو چین چین کی"

چڑیا "آگ لگے ایسی عبادت کو جو دوسرون کا گلا گھونٹے"

نظام حیدرآباد کو بھی ایک ایسے ہی صیاد سے سابقہ پڑا ہے وہ کون ؟ گورنمنٹ آف انڈیا۔ مثل مشہور ہے "جس کا بنیا یار اوسکو دشمن کیا درکار" صاحب بہادر اپنا کوٹ ناٹوپ لیکے جھکے۔

نظام "کیون جناب یہہ کیا ہے ؟"

صاحب "یہہ یہہ یہہ زاہد گنبد نشین کا تقبہ عبادت"

نظام "آپ جھکے کیون ہین۔

صاحب "جناب کی قدمبوسی مقصود ہے

خاکساری کو نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج

آسمان پر ماہ کامل ہے زمین پر جا نہ لی

تا زندہ ام بندہ ام۔ خیرخواہ رہونگا۔ پشت پناہ رہونگا"

(یہہ کہتے کہتے ٹوپ کا گھٹا ٹوپ چپکے کی طرح دبا دیا)

نظام "امین امین۔ جناب خیرخواہ۔ یہہ کیا ؟"۔

صاحب "بس چپکے پڑے رہو۔ خبردار جو ٹرائے تم تھے یار وفادار اب ہو گئے بار خاطر۔ اس غار مین رہو میرا قبضہ

عبادت تمہارے لیے اور تمہاری دنیا میرے لیے ہے

جو رہتا ہے ان او تھا پکا ذکر کو میر ترک کر

کعبے مین جا کے بیٹھ میان تیرے گھر خدا نہیں ؟

نظام "خدا کی لعنت ایسی قدمبوسی پر۔ پاؤن چومتے ہو ٹانگ لیتے ہو وہی مثل ہوئی ہے

پائے بوس بیل ز پا افگند دیوار را

چوتھی بے وقوفی

سنتے ہین کہ ہر بالغ و عاقل تین وقتون مین بے وقوف ہو جاتا ہے۔

آئینہ دیکھنے کے وقت۔ اہا ہا۔ کیا کیا منہ بنتا ہے اقلیدس کی کوئی شکل باقی نہین رہتی۔ کبھی مدور۔ کبھی مربع۔ کبھی مثلث۔ کبھی مسدس۔ کبھی معوج۔ کبھی اہلیجی۔ کبھی کشتی۔ کبھی بیضوی۔ کبھی مخروط۔ ناک چڑہائی بھوین تانین۔ آنکھین چندھی کین۔ گال پیچکائے۔ دانت لگائے۔ زبان دکھائی۔ مونچھین مروڑین۔ داڑھی کی چونڑی بنائی۔ غرض ہر آن مین نت نیا انداز۔

بچہ کھلاتے وقت۔ کیا ہے۔ میان ہین اغون۔ آجاؤ آن۔ آجاؤ۔ چلو تمھین امان پاس پہونچاوین۔ اونہے۔ کھڑے ہوے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ بازو اچکائے۔ تالیان بجائین۔ گدگدی گدگدائی۔ رکھو چڑھے۔ نہ خوخیائے۔ اوچھلے۔ کودے۔ مٹکے۔ تھرکے۔

خلوت صحیحہ کے وقت۔ توبہ۔ بڑے بڑے عالم فاضل متقی پرہیزگار ننگے دھڑنگے مادرزاد اچھے خاصے جنگل کے لنگور دمڑی کے پٹے باز۔ حرکات لایعنی۔ الفاظ بے معنی۔ لگا تضحکہ مین کوڑی نہین جڑا لا کرے۔ بنوا دینے کا اقرار۔ چومنا چاٹنا۔ چوسنا کاٹنا۔ غرض تو بہ میون۔

ان تین مشہور حالتون پر اب ایک چوتھی حماقت مستزاد کرنی چاہیے۔ اے حضرت کچھ نہ پوچھیے وہ وقت بھولنے کے قابل نہین جب کوئی کمبخت فوٹو کھینچتا ہے۔ ہیئت ہی چیز جلد دس منٹ جوڑ کے تصویر کھچوانے کے لیے خوش دل بشاش بنتا اور مسکراتا ہے۔ بس یہہ معلوم ہوتا ہے جیلرکو بخیہ ٹوٹ گیا۔ شکاری بوٹ کے ٹانکے کھل گئے کیلا ہو کر بلا مسلا ہوا شریفہ چبا ہوا انار ٹانکی دیا ہوا تربوز۔ لید ہو کہ کہ آفتاب کا منہ چڑہانے والا گدھا۔ اس خواہ مخواہ کی مسکراہٹ پر قربان۔ انگریزی ؟ تصویر بنے اوٹھا کے دیکھیے اور اس مسکراہٹ کا لطف اوٹھایے۔ ان کمبختو کو شاید آئینہ میسر نہین ہوا ایک مرتبہ مسکرا کے اندازہ کر لیتے کہ مسکرائے بغیر ہی غنیمت تھے۔

تالاب کی کائی پر ڈھیلا مارنے سے اور کچھ چھتر یان بڑھ گئین۔ لاحول ولا قوۃ۔

قیصر چینی کا خطاب دل یورپ سے

"اے چین مین دھما چوکڑی مچانے والو نو زنہار لیڈی برطانیہ کے تانتے مین نہ آنا۔ اسی تانتے مین میری جان گئی جب مین فارس کے حاکم عضدالدولہ کے گھر سے انعام اکرام پا کے بغداد کی طرف روانہ ہوا تو کمبخت ڈاکوؤن نے مجھے گھیرا قافلے والے بھاگ کھڑے ہوے مین بھی بھاگا۔ مگر میرے غلام نے کہا حضور آپ اور فرار ؟ اپنا وہ قول بھول گئے۔

"انبوہ مردم۔ تاریکی شب۔ جنگل۔ مار پیٹ لڑائی بھڑائی کا قد اور قلم یہہ سب مجھے اچھی طرح جانتے ہین" کیا آپ اسی فرار پر مغرور تھے۔ بس مین پلٹ پڑا اور کمبخت ڈاکوؤن نے میرا خاتمہ کر دیا۔ اسی طرح لیڈی برطانیہ تمھین تان رہی ہین۔ دیکھو جو ترڑ دکھاتے ہین تو میرا منہ مڑ دکھا"۔ یہہ ایک شاعر تجربہ کار کی نصیحت ہے۔ سمجھ لو کہ چین والے بھی دوسرے ترک ہین بلکہ ترکون سے کئی باتون مین بڑھے ہوے ہین۔ ایک طرف چینی قومیت کا اژدہا ہے دوسری طرف خرس روس۔ برطانیہ کہتی ہے استرا لو اور اژدہے کی زبان کا تو ریچھ کا سر مونڈ دو۔ بھلا یہہ بھی کوئی عقلمندی ہے۔ خدا ہندوستان کو سلامت رکھے برطانیہ کا بال بیکا نہ ہوگا مگر تمھارا اچار نکل جائیگا۔ مشکل ہے چند دن مین بال نظر آئیگا۔ بیٹر فرانس ! تمھین شامیون سے پیچھا چھوٹا ہے مراکش کا سین بھی یاد رہے۔ بی اٹلی خانم طرابلس کی لڑائی ختم نہین ہوئی۔ منی جاپان ! زلزلہ موقوف نہین ہوا۔ ماموں سام ! سانپ اور اژدہا ایک ہی باوا آدم کی اولاد ہین یار و سنبھلو۔ کیا کہون عادت سے مجبور ہون۔ مرنے پر بھی زبان نہین مانتی۔ خواہ مخواہ چل رہی ہے"

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے۔ منیجر

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گرامو فون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین اڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار میں صدہا انکی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں انکے نقل کی گئی ہیں بعض ایسا کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کر نے پر قادر ہیں تو
کتاب کے ورق کو دیکھ لینے کے بعد جو کہ نہایت ... ابتداء کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے دوم نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دو دیگر سا ... کا سرمایہ تازہ بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔